JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, January – Jun 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں دنیادی ترقی اور مسلمانانِ عصرِ حاضر کا طرزِ عمل

Worldly development in the light of Seerah and the practice of contemporary Muslims

Dr. Abdur Rahman Khalid Madni *
Associate Professor, Dept. Islamic thoughts and civilization UMT Lahore.
Muhammad Shahzad Imran **
M.Phil Scholar, Dept. Islamic thoughts and civilization specialization in Seerah, UMT Lahore.

ABSTRACT

Allah sent the greatest of human beings Muhammad (peace and blessings of Allah be upon Him), the last Messenger of Allah, as a mercy to all the universe, as his last and greatest Prophet, made His religion, His favorite religion, and given the status to His nation the best nation. This Ummah, under the guidance and training of their Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon Him), illuminated the dark night of humanity and made the forgotten man self-aware and God-knowing. Then this Ummah, following the teachings of their Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), performed the duties of Imamate of the people of the world and enlightened the whole world with the light of knowledge and mysticism, progress, prosperity, peace and reconciliation. Then gradually this Ummah began to forget the teachings of their Prophet (peace and blessings of Allah be upon Him) and established the love of the world in their hearts. As a result, knowledge and mysticism turned away from them and they lag far behind the rest of the world in development and prosperity. Muslims have a lot of resources today but they are still humiliated. This research paper will explore, how Muslims will be prosperous and successful again in the world. What are the reasons that Muslims are suffering so much all around the Word and what is the solution of the problems of contemporary Muslims?

Keywords: *Ummah, Seerah, knowledge, development, forgotten, humiliated*

تعارف:

اللہ تمام کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات کا خالق و مالک ہے ، زمین، پہاڑ، حیوانات و نباتات، دریا، سمندر، آسمان، ستاروں، سیاروں، کہکشاؤں، جنّ وانس اور فرشتوں کا اکیلا خالق ہے۔ تمام مخلوقات کی تخلیق کا ایک مقصد ہے جبکہ انسان کو اللہ نے زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے:{وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ }[1] "اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایامیں زمین میں اپنا نائب بنانے والا

CC BY

ہوں "اللہ ربّ العٰلمین فرمارہاہے کہ انسان کا مقصدِ تخلیق اللہ کی عبادت کرنا ہے:{وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ} [2] "اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں" اور انسان کے مقصدِ تخلیق کو یاد کرواتے ہوئے فرمایاجارہاہے کہ:{اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ}[3] "توکیاتم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایااور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟"اللہ نے انسان کو زمین پر اپنانائب بناکر بھیجاہے اور اس کا مقصدِ تخلیق اللہ کی عبادت، اس کے آخری رسول حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا ہے۔ انسان ایک مخصوص وقت تک زمین پر رہے گا اور پھر ایک دوسری دنیامیں منتقل کر دیاجائے گا اور اس سے اس کے مقصدِ تخلیق کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ انسان نے اللہ کی نیابت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے زمین پر اللہ کے احکامات کو نافذ کرتے ہوئے تسخیرِ کائنات کرنی تھی اور پوری انسانیت کیلئے ترقی وخوشحالی کی منازل طے کرنی تھیں مگر دنیاوی ترقی اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کی خاطر انسان اللہ کے نائب کی بجائے اسکاباغی بن گیا اور اپنے مقصدِ تخلیق کو بھلا بیٹھا۔ دنیامیں آگے بڑھنے کی خواہش میں اپنے بنیادی نظریہ ومقصد کو فراموش کر دیا۔ دنیاوی ترقی وخوشحالی کا حصول اور دوسری اقوام سے آگے بڑھنے کی خواہش وجذبہ ہر قوم میں موجود ہوتا ہے۔ مگر اس خواہش کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس قوم کا اپنے نظریئے کیساتھ تعلق اور ذہنی وعملی وابستگی کس حد تک اور کتنی مضبوط ہے۔ اگر یہ تعلق ووابستگی مضبوط اور بلند ہے تو یہ اپنی حامل قوم کو ایسی طاقت اور قوتِ عمل دیتی ہے کہ جو اسے دنیامیں آگے بڑھنے کیلئے ایک واضح منزل اور اس منزل کے حصول کا ایک یقینی ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس طرح وہ قوم دنیاوی ترقی وخوشحالی کی منازل تیزی سے طے کرتی جاتی ہے۔

انبیاء کی اقتداء کامیابی کی ضمانت:

اللہ رب العٰلمین جو تمام جہانوں کا خالق ومالک ہے۔ اس نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا۔ پھر انسان کو زمین پر اتارا اور جب انسان کی تعداد بڑھی تو انسان نے قتل وغارت گری اور ظلم وجور کا بازار گرم کر دیا۔ کمزور ومظلوم انسان درد سے چلا اٹھے تو اللہ نے انسانوں کی ہدائت اور رہنمائی کیلئے یکے بعد دیگرے اپنے نبی اور رسول علیہم السلام بھیجے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے:{لَقَدْاَرسَلنَارُسُلَنَابِالبَيِّنٰتِ وَاَنزَلنَا مَعَهُمُ الكِتٰبَ وَالمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالقِسطِ}[4] "بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کیساتھ بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان عدل نازل فرمائی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو سکیں"

{ وَلَقَدأَرسَلنَانُوحًاوَإِبرَاهِيمَ وَجَعَلنَافِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَوَالكِتَابَ فَمِنهُم مُّهتَدٍوَكَثِيرٌمِّنهُم فَاسِقُونَ} [5]

"اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو (پیغمبر بناکر) بھیجا اور ان ہم نے ان دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (کے سلسلے) کو (وقتاً فوقتاً جاری) رکھا تو بعض تو ان میں سے ہدایت پر ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں" یعنی اکثریت نے انبیاء کی اطاعت سے روگردانی کی۔

مندرجہ بالا دو آیاتِ قرآنیہ سے سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ ہدائت یافتہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں اپنے انبیاء کی پیروی کی جبکہ انبیاء کی تعلیمات سے منہ پھیرنے ولے ذلیل ورسوا ہوئے۔

اللہ کا پسندیدہ دین اور بہترین امت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو تقریباً ساڑھے پانچ سو سال ہو چکے تھے۔ چہار دانگِ عالم میں انسانیت معصیت و گمراہی اور ذلت و مسکنت کے عمیق گڑھوں میں دھنسی ہوئی تھی طاقتور اقوام نے کمزوروں کو اپنے پنجہء استبداد میں بری طرح جکڑا ہوا تھا، اللہ کی علی الاعلان نافرمانی کی جارہی تھی، خطہء عرب میں کفر و شرک عام تھا، کہیں شلیت کے پیروکار تھے تو کہیں ہر قبیلے نے اپنا الگ بت (ہبل، لات، منات، عزٰی، نائلہ) بنایا ہوا تھا، کعبتہ اللہ کو ان بتوں سے آلودہ کیا ہوا تھا، بدکاری علانیہ کی جارہی تھی اور بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ بلآخر اللہ وحدہ لاشریک نے جاں بلب انسانیت کی فریاد سنتے ہوئے احسانِ عظیم فرمایا اور انسانوں میں سے عظیم ترین انسان محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کو تمام جہانوں کی طرف رحمت اور اپنا آخری اولوالعزم رسول بنا کر بھیجا۔ اللہ فرماتا ہے: { لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ }[6] "بیشک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہیں میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔ اللہ نے حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کو جو دین عطا کیا اسے اپنا پسندیدہ دین قرار دیا اور ان کی امت کو تمام امتوں میں سے بہترین امت کا درجہ دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

{كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰهِ}[7]

"جو امتیں لوگوں کیلئے ظاہر کی گئ ہیں تم ان سب میں بہترین امت ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

مذکورہ بالا آئت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ خبر دی ہے کہ وہ اس وقت تمام امتوں میں سے افضل ہے اور جب تک یہ امت نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور برائی سے روکتی رہے گی اور اللہ پر صحیح صادق اور کامل ایمان رکھے گی اس وقت تک یہ امت تمام امتوں سے افضل ہی رہے گی۔[8] گویا کہ اللہ وحدہ لاشریک نے امت مسلمہ کو تمام امتوں سے بہترین امت قرار دیا ہے مگر شرط یہ لگادی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اچھی طرح ادا کرنا ہوگا اور یہ فریضہ تب ہی کماحقہ پورا ہو سکتا ہے جب امت مسلمہ اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے احکامات پر مکمل عمل درآمد کرے گی اور اپنی زندگیاں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی سکھائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے گزارے گی۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو بہترین ہوتا ہے وہ ہر میدان میں سب سے آگے بھی ہوتا ہے۔ مگر اگر ہم مسلمانانِ عصرِ حاضر کے مجموعی حالات پر نظر دوڑائیں تو دنیا کے کسی بھی کونے کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ سب سے بہترین ہیں اور اللہ پر ایمان اور اپنی محنت و سعی سے عصرِ حاضر میں ترقی و خوشحالی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ اللہ کا امر تو آج بھی مسلمہ اور اکمل ہے مگر ہم ہی ہیں جنہوں نے سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی امرِ الٰہی کے ساتھ لگائی ہوئی شرط کو

دیدہ و دانستہ پسِ پشت ڈال دیا ہے اگر ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے بھی ہیں تو خود اس پر کماحقہ عمل پیرا نہیں ہوتے جس کی وجہ سے نا تو صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل پا رہا ہے اور نہ ہی ہم دنیاوی ترقی میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ رب العالمین تو نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ ساری کائنات کے لوگوں کی ترقی و خوشحالی اور ان کو جہالت و معصیت کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا چاہتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: {الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَي النُّوْرِ لا بِاِذْنِ رَبِّهِم اِلٰي صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ }[9] " الف، لام، را۔ یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی جانب لے جائیں ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو غلبہ والا سب خوبیوں والا ہے"۔

اس آیہ کریمہ سے پتا چل رہا ہے کتاب یعنی قرآن پاک کی حکمتوں پر غور و فکر کر کے ترقی و روشنی کی منازل کو طے کیا جائے اور قرآن پاک کو صحیح طور پر تب ہی سمجھا جا سکتا جب صاحبِ قرآن صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرتے ہوئے آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی تعلیمات پر مکمل عمل کیا جائے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب محاضراتِ سیرت میں رقم طراز ہیں: "سیرت یعنی حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کا رویہ اور طریقہ کار گویا قرآن مجید پر عمل کرنے کا طریقہ کار ہے۔ اگر قرآنِ صامت اللہ کی کتاب ہے اور انسانوں کے عمل کرنے کیلئے ہے تو اس پر عمل کرنے کا طریقہ کار بھی انسانوں کے سامنے آنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے محض نظری ہدائت پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ اپنی رحمت کاملہ اور فضلِ عمیم سے ایک عملی نمونہ بھی بھیجا جس کو آج ہم سیرت کے نام سے یاد کرتے ہیں، قرآن پر عمل کرنے کا طریقہ کار اور قرآنِ مجسم کا رویہ، جو قرآن نے کہا وہ حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے کیا اور جو حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے کیا وہ قرآن نے کہا۔ ان دونوں میں گہری نسبت پائی جاتی ہے"[10]

یعنی اللہ کی کتاب اگر قرآنِ صامت ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم قرانِ ناطق ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ سیرتِ مطّہرہ پر علم و عمل کے بغیر قرآنی حکمتوں و علم و عرفاں کو سمجھنا اور ترقی کی منازل طے کرنا ناممکن ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ دین اور عرب و عجم کی حکمرانی کی نوید:

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے جب دینِ اسلام کی دعوت کا آغاز کیا تو اپنے اعزاء و اقرباء اور دوسری قبائل جو حج کے دنوں میں مکہ آتے تھے ان اسلام کی دعوت کیساتھ ساتھ عرب و عجم کی حکمرانی کی نوید بھی سنائی کہ کلمہ طیبہ پڑھ لو تو عرب و عجم تمہارے تابع ہو جائیں گے: ((**يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، قُولُوا : لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ تُفْلِحُوا وَتَمْلِكُوا بِهَا الْعَرَبَ ، وَتَذِلَّ لَكُمُ الْعَجَمُ ، وَإِذَا آمَنْتُمْ كُنْتُمْ مُلُوكًا فِي الْجَنَّةِ.**)) **[11]** "**اے لوگو: لا الٰہ الا اللہ کہو تو فلاح پاؤ گے، اس کی بدولت عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجمی تمہارے فرمانبردار ہو جائیں گے اور جب تم ایمان لاؤ گے تو جنت میں بادشاہ ہو جاؤ گے۔**"

یعنی آغازِ اسلام میں ہی اللہ کے برگزیدہ آخری نبی صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے یہ بھرپور طریقے سے بتادیا تھا کہ اگر عرب وعجم کی حکمرانی چاہتے ہو، اگر دنیا میں ترقی وخوشحالی چاہتے ہو اور اقوامِ عالم میں عزت ومرتبہ چاہتے ہو تو صدقِ دل سے اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرلو، اللہ تمہیں کامیابی وکامرانی سے نوازے گا۔ اس اسلامی دعوت سے یہ بات بالکل عیاں ہورہی ہے کہ دینِ اسلام میں دین ودنیا کا تصور الگ الگ نہیں ہے اسی لئے تو اسلام لانے والوں کو عرب وعجم کی حکمرانی کی خوشخبریاں بالکل آغاز میں ہی سنادی گئیں۔ کہ جب تم اللہ ورسول صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے احکامات کی مکمل پیروی کروگے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی سیرت کو اپنی عملی زندگی میں اپناؤگے تو آخرت تو اچھی ہوگی ہی اس کے ساتھ دنیا میں بھی ترقی وخوشحالی تمہارا مقدر بن جائے گی۔

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اور دنیاوی مال ودولت کی اہمیت:

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا دنیاوی ترقی ومال ودولت کے بارے میں اگر طرزِ عمل کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ انتہائی کم دنیاوی اسباب کے ہوتے ہوئے جب انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی بتائے ہوئے طریقوں کو اپنی عملی زندگی میں اپنایا تو اللہ نے ان کو عرب وعجم کی حکومتوں سے نوازا اور ان کے سامنے مال ودولت کے ڈھیر لگ گئے مگر انہوں نے ہمیشہ دنیاوی مال ودولت کو بقدرِ ضرورت ہی استعمال کیا۔ انہوں نے دنیوی مال واسباب کو اپنا مقصد نہیں بنایا بلکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے دین کو ہی ہمیشہ مقدم رکھا۔ ہم یہاں صرف ایک مثال پیش کریں گے: جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے فرمان کے مطابق فارس (ایران) فتح ہوا تو اور کثیر مال ودولت مسلمانوں کو حاصل ہوا تو خلیفہ دوم سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ اس دنیاوی مال ودولت کو دیکھ کر رونا شروع ہوگئے:

عَن أَبِي سَلَمَة قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بِالأَخماسِ مِن جَلَولآءَ قَالَ عُمَرُ وَاللهِ لَا يُجَنّهِ سَقَفُ بَيتٍ حَتَّى أَقسِمَه ، فَبَاتَ عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عَوفٍ وَعَبدُ اللهِ بنُ أَرقَمَ يَحرُسَانِهِ فِي صِحنِ المَسجِدِ فَلَمَّا أَصبَحَ جَاءَ فِي النَّاسِ وَكَشَفَ عَنه، جَلَابِيبَه، وَهِيَ الأَمطَاعُ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى يَاقُوتِهِ وَزَبَرُّجُدِهِ وَجَوهَرِهِ بَكَى فَقَالَ لَه، عَبدُ الرَّحمٰنِ مَا يُبكِيكَ يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ فَوَاللهِ إِن هٰذَا إِلَّا مَوطِنُ شُكرٍ فَقَالَ عُمَرُ وَاللهِ مَا ذَاكَ يُبكِينِي وَتَاللهِ مَا أَعطَى اللهُ هٰذَا قَوماً إِلَّا تَحَاسَدُوا وَتَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا إِلَّا أَلقَى بَأسَهُم بَينَهُم۔ [12]

"ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جب معرکہ جلولا کا خمس عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھا تو کہنے لگے: اللہ کی قسم اس مال کو کسی چھت کے سائے میں رکھے جانے سے پہلے ہی میں تقسیم کردیتا ہوں۔ مسجد کے صحن میں یہ مال رکھا ہوا تھا، عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم اس کی نگرانی کررہے تھے۔ صبح ہوئی تو آپ کی معیت میں مسجد تشریف لائے اور مال ڈھانپی ہوئی چادر کو ہٹایا۔ اس میں یاقوت، زمرد اور قیمتی جواہرات پر نگاہ پڑی تو رونے لگے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کیوں روتے ہیں، یہ تو خوشی اور اللہ کی شکر گزاری کا موقع ہے۔ عمر

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم رونے کی وجہ یہ نہیں ہے، بلکہ جب بھی اللہ نے کسی قوم کو اس متاعِ دنیا سے نوازا، وہ آپس میں بغض و حسد کرنے لگی اور جب اس میں بغض و حسد کا چلن ہوا تو ان کے آپس کے اختلافات بڑھ گئے "۔

یہ تھا ترقی کا وہ راز جو 22 لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے والے خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے امام الانبیاء، نبی آخر الزماں حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اپنے عمل سے دکھا دیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ آپ ننگی زمین پر اپنے ہاتھ کا تکیہ بنا کر سو جایا کرتے تھے۔ دینِ اسلام تو وہ عظیم دین ہے کہ جسکا آغاز ہی علم و حکمت کی اہمیت و عظمت اور سائنسی و علمی تفکر والی آیات سے ہوتا ہے کہ جن پر چل کی مسلمان خصوصی طور پر ترقی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: **{اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ۔ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ}**[13]"(اے رسولِ مکرم) اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا ہے۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

نبیِ رؤف الرحیم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم پر نازل ہونے والی پہلی وحی کی پہلی آئت نے علم، تخلیقات اور خالق و مالک کے بارے میں غور و فکر کی تعلیم دی دوسری آیت نے حیاتیات اور جینیات کی سائنسی اساس بیان کی تیسری آیت نے اسلامی عقیدہ اور اللہ وحدہ لاشریک بے پایاں لطف و کرم کی تعلیم دی چوتھی آیت نے فلسفہءِ عم و تعلیم اور ذرائع علم پر روشنی ڈالی اور پانچویں آیت نے علم و معرفت، فکر و فن اور فلسفہ و سائنس کے تمام میدانوں میں تحقیق و جستجو کے دروازے کھول دئے۔ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں علم و فن اور تعلیم و تعلم کی ایسی سرپرستی فرمائی کہ اپنی جہالت پر فخر کرنے والی اُمی (ان پڑھ) قوم تھوڑے ہی عرصہ میں پوری دنیا کے علوم و فنون کی امام و پیشوا بن گئی اور شرق سے غرب تک علم و اخلاق اور فلسفہ و سائنس کی روشنی پھیلانے لگی۔[14]

مغربی سائنسی ترقی مسلمانوں کے مرہونِ منت:

ہسپانیہ کے بادشاہ راڈرک کے ظلم و ستم سے تنگ عیسائی اور یہودی عوام نے جب اموی گورنر موسیٰ بن نصیر کے زیرِ انتظام شمالی افریقہ میں آکر بادشاہ راڈرک کے ظلم و ستم کی داستانیں سنائیں تو موسیٰ بن نصیر نے مظلوم انسانیت کو ظالم بادشاہ سے بچانے کیلئے ہسپانیہ میں فوجی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز 710ء میں پہلی مہم اپنے قابل غلام "طریف" کی سرکردگی میں 500 سواروں کا دستہ روانہ کیا اور حالات سازگار پا کر دوسری مہم 711ء (92ھ) میں طارق بن زیاد کو 7000 فوج کے ساتھ ہسپانیہ بھیجا۔[15]

اس طرح مسلمان اسپین اور اس کے ملحقہ علاقوں میں پہنچے اور اپنے ساتھ سائنس، فلسفہ، کیمسٹری، فزکس، الجبراء، طب، تاریخ، ریاضی، ادب، علم الکلام، اور دیگر بیشمار علوم لے گئے۔ رفتہ رفتہ یہ علوم یہیں سے فرانس، اٹلی، جرمنی، برطانیہ اور دیگر ممالک میں پہنچے۔ اس حقیقت کا اقرار تو مغربی

مؤرخین اور محققین بھی کرتے ہیں کہ اہلِ مغرب کی موجودہ ترقی وخوشحالی کی بنیادیں اسلامی علماء اور سائنسدانوں کی علمی وسائنسی تحقیقات پر کھڑی ہیں ۔ چنانچہ مغرب کا نامور مؤرخ اور محقق رابرٹ بریفالٹ اس حقیقت کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

It is highly probable that but for the Arabs modern European civilization would never have arisen at all ; it is absolutely certain that but for them, it would not have assumed that character which has enabled it to transcend all previous phases of evolution. For although there is not a single aspect of European growth in which the decisive influence of Islamic culture is not traceable, nowhere is it so clear and momentous as in the genesis of that power which constitutes the paramount distinctive force of the modern world and the supreme source of its victory natural science and the scientific spirit.What we call science arose in Europe as a result of a new spirit of inquiry, of new methods of investigation, of the method of experiment, observation, measurement, of the development of mathematics in a form unknown to the Greeks. That spirit and those methods were introduced into the European world by the Arabs.[16]

" اس بات کا غالب امکان ہے کہ عرب مشاہیر سے خوشہ چینی کئے بغیر جدید یورپی تہذیب دورِ حاضر کا وہ ارتقائی نقطہءِ عروج کبھی حاصل نہیں کر سکتی تھی جس پر وہ آج فائز ہے۔ یوں تو یورپی فکری نشوونما کے ہر شعبے میں اسلامی ثقافت کا اثر نمایاں ہے۔ لیکن سب سے نمایاں اثر یورپی تہذیب کے اس مقتدر شعبے میں ہے جسے ہم تسخیرِ فطرت اور سائنسی وجدان (شعور) کا نام دیتے ہیں۔ یورپ کی سائنسی ترقی کو ہم جن عوامل کی وجہ سے پہچانتے ہیں وہ جستجو، تحقیق، تحقیقی ضابطے، تجربات، مشاہدات، پیائش، اور حسابی موشگافیاں (باریک بینی) ہیں۔ یہ سب چیزیں یورپ کو معلوم تھیں اور نہ یونانیوں کو، یہ سارے تحقیقی اور فکری عوامل عربوں کے حوالے سے یورپ میں متعارف ہوئے"۔[17]

ذرا غور فرمائیں کہ یہ مغربی محقق کتنی بڑی حقیقت کا اعتراف کر رہا ہے۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہوا جب مسلمانوں کا اصل مقصد دینِ اسلام کی سربلندی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا رہا۔ یہی وہ وقت تھا جب مسلمانوں نے قرآنی علوم پر غور وفکر کرتے ہوئے اور محسنِ انسانیت حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ کو اپنی عملی زندگیوں میں نافذ کرکے اقوامِ عالم کی امامت کا فریضہ سرنجام دیا اور پوری دنیا کو علم و عرفاں اور ترقی وخوشحالی کے سفر پر گامزن کیا۔ تاریخ میں مسلمان سائنسدانوں کی ایک کثیر تعداد گزری ہے کہ جن کا انکار جدید دنیا کی کوئی تہذیب نہیں کر سکتی، جنھوں نے سائنسی و تحقیقی میدان میں دنیا کی رہنمائی کی اور جن کی فراہم کردہ تحقیق اور ایجادات پر آج دنیا ترقی کا سفر تیزی سے طے کر رہی ہے۔ انہوں نے ہر صدی میں ایسے علمی وسائنسی کارنامے سرانجام دئے کہ جن سے آج بھی استفادہ کیا جارہا ہے۔ یہاں پر ہم صرف چند مشہور مسلمان سائنسدانوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں اگر تفصیل سے پڑھاجائے تو قاری حیرت وتحسین کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے:

خالد بن یزید (علمِ کیمیا) (655-701ء)

ابو موسیٰ جابر بن حیان (ماہرِ کیمیا) (722-817ء)

محمد بن موسیٰ الخوارزمی (علمِ ریاضی، فلکیات) (780-850ء)

ابو بکر محمد بن زکریا الرازی (طب، کیمیا)	(840-932ء)
ابو القاسم مسلمہ مجریطی (ریاضی، ہیئت، کیمیا)	(930-1007ء)
ابو القاسم زہراوی (ماہرِ طب، سرجن)	(936-1013ء)
ابو الوفا بوزجانی (ریاضی، ہیئت)	(940-998ء)
احمد سجستانی (ہیئت، ریاضی)	(951-1024ء)
ابن الہیثم (طبیعیات، بصریات، ریاضی، ہیئت،)	(965-1043ء)
البیرونی (ہیئت دان، ریاضی دان)	(973-1048ء)
بو علی سینا (ماہرِ طب، طبیعیات، کیمیا، ریاضی، حیاتیات، فلسفہ)	(980-1037ء)
ابو الفتح عمر خیام (ہیئت، ریاضی، فلسفہ)	(1039-1131ء)
ابن رشد (فلکیات، طب)	(1126-1198ء)
نصیر الدین طوسی (ریاضی، ہیئت)	(1201-1275ء)
ابن بیطار (نباتات، طب)	(1197-1248ء)
ابو لفداء (فلکیات، ہیئت)	(1331-1273ء)
ابن الشاطر الدمشقی (فلکیات، ہیئت)	(1375-1304ء)
عبد الرحمٰن ابن خلدون (عمرانیات، سیاست، تاریخ، فلسفہ)	(1332-1406ء)

مگر سائنسی و علمی آگہی اور ترقی و خوشحالی کے اتنے تابناک اور سنہری دورِ ماضی اور دورِ حاضر کے حوالے سے یہاں پر حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے چند اشعار کا تذکرہ کرنا فائدے سے خالی نہیں ہو گا۔ شائد کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات:

تھے تو وہ آبا ہی تمہارے مگر تم کیا ہو — ہاتھ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں — کچھ بھی پیغامِ محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں
رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی — فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود — یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر — اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[18]

دورِ حاضر کے مسلمان اور دنیاوی ترقی:

دورِ حاضر میں تقریباً 57 اسلامی ممالک موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان ممالک کو بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہوا ہے، معدنیات، زرخیز زمینیں، تجارتی بندر گاہیں اور دورِ حاضر میں ترقی کیلئے جن اقسام کے خام مال کی ضرورت ہے وہ تمام اسلامی ممالک کو وافر مقدار میں فراہم کر دی گئی ہیں۔ افغانستان کے پہاڑوں میں سونے اور تانبے کے لاکھوں ٹن، لوہے کے لاکھوں ٹن اور سٹیل کے کروڑوں ٹن ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان کے پاس ریکو ڈک ضلع چاغی میں بہت بڑی تانبے اور سونے کی کانیں موجود ہیں جن میں سے سالانہ تین لاکھ پچاس ہزار 350000 ٹن تانبا اور نو لاکھ 900000 اونس (25.5 ٹن) سالانہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ ان کے علاوہ جواہرات اور قیمتی پتھروں (نیلم، یاقوت، زمرد، سنگِ مرمر وغیرہ) کے ذخیرے موجود ہیں جن سے بلین آف ڈالرز حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ دنیا کی سب سے پرانی اور سب سے بڑی نمک کی کان موجود ہے جو 110 مربع کلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے۔[19] دنیا میں تیل پیدا کرنے والے 11 بڑے ممالک میں سے 9 اسلامی ممالک ہیں! لیکن مسلمان ممالک کی نااہلی اور عیش پرستی کی وجہ سے ان وسائل پر کنٹرول غیر مسلم طاقتوں کا ہے۔ جنہوں نے پیٹرولیم اور دیگر معدنیات کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی صورت میں اپنا راج قائم کیا ہوا ہے جبکہ مسلمانوں کی کوئی ملٹی نیشنل کمپنی نہیں ہے۔

مسلمانوں کے زوال کی وجوہات:

مسلمانوں کے زوال کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

- سب سے بڑی وجہ، کہ مسلمانوں نے در اصل قرآنِ صامت اور قرآنِ ناطق صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعلیمات واحکامات کو فراموش کر دیا ہے۔
- صرف دنیا اور دولتِ دنیا کو ہی اپنا اوڑنا بچھونا بنا لیا ہے، عیاشیوں کو اپنی عادات میں شامل کر لیا ہے، اپنی عظیم مذہبی روایات کو ترک کر دیا ہے اور اپنے مذہبی نظریات کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔
- دینی معاملات پر دنیا کی ترجیح دی جانے لگی ہے
- خلفاءِ راشدین کی طرح کی اسلامی قیادت کا فقدان۔ جو کہ ایک ہی وقت میں حکمران، عالم، مجتہد، فقیہہ، مجاہد، قاضی، منصف، بیت المال کے امین، خازن، شہروں اور درسگاہوں کے منتظم اور اعلیٰ اخلاق کے حاملین ہوا کرتے تھے۔
- جہاد فی سبیل اللہ کا فقدان
- اسلامی ممالک میں خلافت طرز کے حکمرانوں کی بجائے بادشاہت کا فروغ
- مسلمانوں میں مرکزیت کا فقدان ہو چکا ہے اور تمام مسلمان سرحدوں میں سمٹ کر رہ گئے ہیں جبکہ اسلام سرحدوں کا محتاج نہیں ہے۔

● آج کا مسلمان محنت اور تحقیق سے بھی جی چراتا ہے اور تعلیم کے میدان میں بھی بہت پیچھے ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سائنسی علوم کے ماہرین اپنے ممالک چھوڑ کر غیر مسلم ممالک میں جا کر کام کر رہے ہیں۔

مسلم نشاۃِ ثانیہ کیلئے تجاویز و سفارشات:

● امام مالک بن انس الاصبحی رحمۃ اللہ علیہ (179ھ) کا ایک قول ہے کہ: **لایُصلِحُ آخِرَ هٰذِهِ الأُمَّةِ إِلَّا مَا أَصلَحَ أَوَّلَهَا**[20] ""امت کے بعد والے لوگوں کی اصلاح اسی چیز سے ہو گی جس سے پہلے والوں کی اصلاح ہوئی "یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس قول میں فرما رہے ہیں کہ اس امت کا عروج جس چیز کیوجہ سے شروع ہوا تھا یہ امت آج بھی اسی چیز کی طرف واپس پلٹے گی تو بحالیءِ عروج کا سفر شروع کرے گی ورنہ وہی جہالت اور ذلت و مسکنت میں ڈوبی رہے گی۔ اور وہ پہلی چیز کونسی تھی جس سے امتِ مسلمہ نے چہار دانگِ عالم میں اسلام کا پرچم بلند کیا وہ وہی ہے یعنی کہ قرآن پاک اور اس کی عملی تفسیر رسولِ رحمت واکرم، نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ کا نفاذ۔ ● اللہ کا وعدہ آج بھی اسی طرح قائم و دائم ہے کہ: {وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ}[21] "اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ، تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو" آج بھی ہم غالب ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم پکے سچے مسلمان بن جائیں، آج بھی ہم ترقی و خوشحالی اور عظمتِ رفتہ کی طرف لوٹ سکتے ہیں اگر ہم صحیح معنوں میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور کامل و اکمل اور پاکیزہ و منور سیرتِ طیبہ کو اپنی عملی زندگیوں میں نافذ کر لیں۔

● دین سے محبت و عقیدت رکھنے والے افراد کو حکومتوں میں لایا جائے جو بنیادی اسلامی عقائد و معلومات کے ماہر ہوں۔

● اتحاد بین المسلمین کو یقینی بنایا جائے۔

● دنیاوی معاملات پر دین کو فوقیت دی جائے۔

● قرآن و حدیث پر عمل اور غور و فکر کرتے ہوئے سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھا جائے۔

● ہمارے ہاں مدارسِ دینیہ موجود ہیں جن میں قرآن و حدیث اور دوسرے علومِ دینیہ پڑھائے جاتے ہیں جو کہ ہمارے لئے باعثِ فخر اور دینِ اسلام کا حسن ہیں مگر ان مدارس میں خیر القرون کی طرح دیگر سائنسی علوم نہیں پڑھائے جاتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مدارس میں قانون، طب اور دیگر سائنسی علوم بھی پڑھائے جائیں۔ تاکہ علماءِ دین زندگی کے ہر شعبے میں خدمات سر انجام دے سکیں۔

● سکول، کالجز اور یونیورسٹیز میں علومِ قرآن و حدیث اور سیرتِ طیبہ کو خصوصی اہتمام کیساتھ پڑھایا جائے تاکہ ایماندار اور دینی اقدار سے شناسا افراد ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہو سکیں۔

نتیجہ:

المختصر دنیاو آخرت میں تمام ترقی وخوشحالی، کامیابی وکامرانی اور امن و آشتی صرف اور صرف خاتم النبیّین، رحمۃ اللعٰلمین، محسنِ انسانیت حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ سے وابستگی اورانکی کامل اتباع و عمل میں پنہاں ہے۔ یہی وہ پاکیزہ راستہ ہے جس کے ذریعے مسلمان اپنی بحالیٔ عروج کی منازل کو پھر سے حاصل کرسکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1]. سورۃالبقرۃ، آیت:30.

Al-Baqrah:30.

[2]. سورۃالزاریات، آیت:56.

Al-Zāriat,:56.

[3]. سورۃالمومنون، آیت:115.

Al-M ūminoon, 115.

[4]. سورۃالحدید، آیت:25.

Al- Ḥadeed,:25.

[5]. سورۃالحدید، آیت:26.

Ibid:26.

[6]. آل عمران، آیت:164.

Al-Imrān,:164.

[7]. آل عمران، آیت:110.

ibid:110.

[8]. سعیدی، علامہ غلام رسول، **تبیان القرآن**(لاہور: فرید بک سٹال2009)/2:314.

Saeedī, Allama Ghulām Rasool, Tibyān- ul-Qūrān (Lahore: Fareed Book stall 2009)/314:2

[9]. سورہ ابراہیم، آئت:1.

Ibrahīm:1.

[10]. محمود احمد غازی، ڈاکٹر، **محاضراتِ سیرت**(الفیصل ناشران، اردو بازار، لاہور، 2020):21.

Mahmood Ahmd Ghazi, Dr. Muhaḍrāt-e-Seerat(Al-Faisal Publishers, Urdu Bazar Lahor,2020):2

[11] . محمد بن سعد (230ھ)، **الطبقات الکبیر** (المکتبۃ الخانجی)/1:184.

http://www.muslim-library.com/arabic/

[12]. الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، **تاریخ الطبری** (الناشر: دار لمعارف، مصر، قاہرہ)/2:30.

Al-Tabrī,Abū Jafar Muhammad bin Jarīr, Tareekh Tabrī (Publisher: Dārul Marif, Egpt, Qāhira)/2:30.

[13]. سورۃ العلق:1.

Al-Alaq:1.

[14]. محمد طاہر القادری،ڈاکٹر، **مقدمہ سیرت الرسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم** (منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور)/1:548.

Muhammad Ṭāhir-ul-Qādrī, Dr. Muqaddama Seerat-ur-Rasool(Minhāj Printers, Lahore)/1:548.

[15]. https://ur.m.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D9%86%D8%AF%D9%84%D8%B3.

[16]. Robert Briffault, THE MAKING OF HUMANITY (London: George Allen & Unwin LTD. Ruskin House, 40 Museum Street w.c.1, 1919) 190,191.

[17]۔ محمد طاہر القادری،ڈاکٹر، **اسلا اور جدید سائنس** (منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور)/118.

Muhammad Ṭāhir-ul-Qādrī, Dr. , Islam and Modern Science (Minhāj Printers, Lahore)/118.

[18]. علامہ محمد اقبال،ڈاکٹر، **شرح کلیاتِ اقبال، جوابِ شکوہ** (شیخ محمد بشیر اینڈ سنز سر کلر روڈ لاہور)،208.

Allama Muhammad Iqbāl, Dr. Sharah Kulyat-e-Iqbāl, Jawāb-e-Shaikwa (Sheikh Muhammad Bashir and Sons, Sarcular Road Lahore):208.

[19]. https://en.m.wikipedia.org/wiki/Mining_in_Pakistan

[20]. القاضي عياض، "الشفا" (بک کارنر پرنٹرز، پبلشر زاینڈ بک سیلرز، جہلم، پاکستان، 2017):540.

Al-Qaḍi Ayyāḍ, Al-Shifa (Book corner Printers, Jhelum, Pakistan, 2017):540

[21]. سورۃ آل عمران، آیت:139.

Al-Imrān139.